پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیارے ساتھی

رضوان اللہ علیہم اجمعین

مائل خیر آبادیؒ

ترتیب

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے

(اَلْبَیِّنۃ : ۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابو ذر غِفاریؓ

۱

مکے سے کچھ فاصلے پر ایک نخلستان تھا ۔ اس نخلستان میں غِفاری خاندان کے کچھ لوگ رہا کرتے تھے، یہ خاندان ٹھیک اس راستے پر آباد تھا جہاں سے ہو کر مکے والے تجارت کے لیے آیا جایا کرتے تھے ۔ اس خاندان میں دو بھائی تھے ۔ ایک کا نام انیس اور دوسرے کا ابوذر تھا ۔ ابوذر بڑے بہادر آدمی تھے، اکیلے اور تن تنہا بہت سے آدمیوں سے مقابلہ کر بیٹھتے تھے اور مار کر بھگا دیتے تھے ۔ سوداگر لوگ تو اس طرف سے نکلا ہی کرتے تھے ۔ ابوذر کبھی کبھی اکیلے سوداگروں کے پورے قافلے (گَرُوہ) کو لوٹ لیا کرتے تھے ۔

ابوذر کی یہ حالت زیادہ دنوں تک نہیں رہی ۔ تھوڑے ہی دنوں میں لوٹ مار سے نفرت ہو گئی ۔ ڈاکہ مارنے سے توبہ کر لی ۔ دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو گیا۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ اس وقت

عرب میں لوگ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے ، مگر ابوذر بتوں کو بالکل بے کار سمجھتے تھے ۔ وہ کہتے تھے ، یہ پتھر کے بُت نہ تو بول سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں ، نہ سن سکتے ہیں ، نہ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں ، تو ان کی پوجا سے کیا فائدہ ؟ یہ دوسروں کی مدد کیا کر سکتے ہیں ؟ پوجا اور عبادت تو بس اللہ کی کرنا چاہیئے جس نے سب کچھ پیدا کیا اور جو سب کو روزی دینے والا ہے اور جس کے حکم پر دنیا کی ہر چیز کام کر رہی ہے ، تو بس ابوذر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ (عبادت کے لائق) نہیں سمجھتے تھے اور خدا ہی کی عبادت کرتے تھے ، مگر کس طرح ؟ یہ بات انہیں خود نہیں معلوم تھی ۔ اور بھائی معلوم کیسے ہوتی ؟ اللہ نے انہیں نبی تو بنایا نہیں تھا جو اپنے فرشتے جبریلؑ کے ذریعے انہیں بتاتا ، نہ دوسرے نبیوں سے ان کو دین کی ٹھیک ٹھیک باتیں معلوم ہو سکی تھیں ۔ اور بھائی معلوم بھی کیسے ہوتیں ! سیکڑوں برس سے عرب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ہی نہیں بھیجا تھا ۔ کسی کو دین کی خبر ہی نہیں تھی۔ تو ابوذر بے چارے کیا کرتے ؟ بس، جیسے جی چاہتا اللہ کو یاد کر لیتے ۔ جس طرف جی چاہتا ، منہ

کر کے کھڑے ہو جاتے، اور جس طرح سمجھ میں آتا نماز پڑھ لیتے، مگر اس بات سے ابوذر کو اطمینان نہیں تھا۔ وہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ اللہ کی عبادت کا ٹھیک طریقہ معلوم ہو جائے۔

اب اللہ کی مہربانی دیکھیے۔ اللہ تو بڑا مہربان ہے، وہ اپنے بندے کی ضرور سنتا ہے۔ ایک دن ایک آدمی نے کہا: "ابوذر! اللہ تعالے نے مکے میں ایک نبی پیدا کیا ہے، وہ اللہ کی عبادت کا ٹھیک طریقہ بتاتا ہے، اور تمہاری طرح لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ[1] کہتا ہے۔" یہ سننا تھا کہ ابوذرؓ نے اپنے بھائی انیسؓ سے کہا۔" بھائی ذرا ان کے پاس جاؤ اور معلوم کرو، وہ نبی کیا کہتا ہے؟" انیس مکے گئے، وہاں وہ ایک دن رہے۔لوٹ کر آئے تو بتایا کہ "خدا کی قسم! وہ شخص (محمدؐ) اچھی باتیں سکھاتا ہے اور بُری باتوں سے منع کرتا ہے۔" ابوذر نے پوچھا۔ "اس نے خدا کی عبادت کا طریقہ کیا بتایا؟" اب انیس چُپ۔۔۔ ابوذر نے پھر پوچھا: "اچھا خدا نے اس شخص (محمدؐ) پر فرشتے کے ذریعے جو کتاب اُتاری ہے، اس میں سے کچھ سناؤ۔"

---

[1] اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

انیس اب بھی چُپ ۔۔۔

بھائی انیس نے مکے جا کر اچھی طرح کچھ پوچھا نہ تھا، اس لیے وہ زیادہ کچھ نہ بتا سکے۔ ابوذر کے تو دل سے لگی تھی۔ بھائی کی باتوں سے اطمینان نہ ہوا تو خود چل پڑے، مکے پہنچے، مگر مشکل یہ تھی کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور یہ بھی سنا تھا کہ مکے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی پردیسی کو ملنے نہیں دیتے ۔اب کیا ہو؟ بے چارے کعبے میں جا ٹھہرے۔ دو ایک دن میں جو کھانا تھا، ختم ہو گیا۔ اب صرف زمزم کا پانی پی کر رہنے لگے، نہ کسی نے انہیں پوچھا، نہ انہوں نے کسی سے کچھ کہا۔ اتفاق سے ایک دن حضرت علیؓ ان کے پاس سے ہو کر نکلے۔ انہیں دیکھا، پوچھا۔ ” ”تم مسافر معلوم ہوتے ہو ؟ “ جواب دیا: ” جی ہاں “ حضرت علی مسافر جان کر ابوذر کو اپنے گھر لے گئے۔ کھانا کھلایا، آرام سے رات بھر گھر پر رکھا ، دوسرے دن رخصت کیا۔ ابوذر پھر کعبے میں آ بیٹھے۔ اتفاق کی بات، حضرت علیؓ پھر اس طرف جا نکلے ۔ پوچھا: ” تم کو ابھی کہیں ٹھکانا نہیں ملا؟۔ “ جواب دیا ۔ ” نہیں ۔ “ حضرت علیؓ

پھر گھر لے گئے ۔ راستے میں پوچھا : " بھائی یہاں کیسے آنا ہوا ؟ " ابوذر نے کہا : " اگر کسی کو بتاؤ نہیں تو میں کہوں ۔ " حضرت علیؓ نے کہا ۔ " اطمینان رکھو، شوق سے دل کی بات بتاؤ، میں کسی سے نہ کہوں گا ۔ "

اب ابوذر نے دل کی بات کہی۔ بولے ۔ " یہاں کوئی شخص اپنے کو نبی کہتا ہے ، میں اس سے ملنے آیا ہوں " حضرت علیؓ خوش ہو کر بولے ۔ بھائی ابوذر ! تم نیکی کا راستہ پا گئے ۔ اچھا میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اب راستے میں بات نہ کرنا ۔ کوئی تمہاری بات نہ جانے ، جس مکان میں جاؤں تم بھی میرے ساتھ چلے آنا۔" ابوذر نے کہا۔ "بہت اچھا ۔" اور پیچھے پیچھے چلتے رہے ۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے ۔ جاتے ہی پوچھا ۔" یا رسول اللہ ! بتائیے آپ اپنے دین کے بارے میں کیا بتاتے ہیں ؟ " پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی سب باتیں سمجھائیں ۔ اللہ کی عبادت کا ٹھیک طریقہ بتایا قرآن سنایا ، ابوذر دیر تک حضورؐ سے باتیں کرتے رہے ۔ جب اچھی طرح سمجھ میں آ گیا تو مسلمان ہو

گئے۔ کلمہ پڑھ لیا لَآ اِلٰهَ اِلاّ اللّٰه مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللّٰهِ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، اور محمد اللہ کے رسول ہیں) ابوذر مسلمان ہو گئے تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا۔ " اچھا تم اب اپنے گھر جاؤ۔ " حضرت ابوذر غِفاریؓ کو اب تاب کہاں تھی ، بہادر آدمی تو تھے ہی پہلے سے ہی کسی سے دبتے نہیں تھے ، اب تو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا۔ بولے ۔ " خدا کی قسم ! میں اپنے اسلام کو چھپا نہیں سکتا ۔ ابھی لوگوں کے سامنے پکار پکار کر کہوں گا۔ " یہ کہہ کر کعبے میں گئے ، مکے کے قریش کعبے میں جمع تھے ۔ ان کو پکار کر کہا " قریشیو ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

ابوذرؓ کی زبان سے یہ سننا تھا کہ قریش آپے سے باہر ہو گئے اور سب حضرت ابوذر غِفاریؓ پر ٹوٹ پڑے ۔ ابوذرؓ تھے تو اکیلے اور بہادر بھی تھے ، چاہتے تو بہت سے لوگوں کو پیٹ دیتے ، مگر سوچا، نہ جانے پیارے رسولؐ اس وقت مقابلے کو پسند کریں یا نہ کریں ۔ بس یہ سوچ کر چپ رہے ، پھر تو قریش نے جی بھر کے

پیٹا۔ مارتے مارتے بے دم کر دیا۔

پیارے رسولؐ کے چچا حضرت عباسؓ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے مگر دل سے اسلام کے طرف دار تھے۔ ابوذرؓ کو بے دردی کے ساتھ پٹتے دیکھا تو دوڑے، قریش کو ہٹایا اور ڈرایا کہ "تم لوگ ایک غِفاری جوان کی جان لینا چاہتے ہو۔ سو چو تو جب تم تجارت کے لیے جاتے ہو تو غِفاری خاندان کے راستے سے نکلتے ہو، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ غِفاری لوگ ابوذرؓ کا بدلہ تم سے نہ لیں گے؟ سب تم کو لوٹ لیں گے اور تمہارا راستہ بند کر دیں گے حضرت عباسؓ نے اس طرح ڈرایا تو قریش ہٹ گئے مگر حضرت ابوذرؓ پھر بھی لَآاِلٰهَ اِلاّاللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ کہتے رہے۔ قریش کو پھر تاؤ آیا' پھر جھپٹے' مگر حضرت عباسؓ نے پھر روک دیا اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

اس کے بعد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے اپنے گھر گئے اور سب کو دین کی باتیں سمجھانے لگے۔ غفاری لوگ بڑے سمجھدار تھے۔ دھیرے دھیرے

سب مسلمان ہو گئے ۔ پھر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے مدینے ہجرت فرما گئے تو حضرت ابوذرؓ بھی مدینہ جا پہنچے ۔ اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔

ایک بار پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑنے کے لیے نکلے ، ابوذرؓ بھی ساتھ تھے نہ جانے کیا بات ہوئی ۔ ابوذرؓ کا اونٹ سُست پڑ گیا ۔ ابوذر اسے جھڑکتے رہے اور ہنکانے کی کوشش کرتے رہے مگر بھائی اونٹ بھی تو اونٹ ہی ہے ۔ بڑا ضدی ہوتا ہے ، کسی طرح نہ چلا ۔ اب ابوذرؓ نے یہ کیا کہ اپنا سب سامان اونٹ پر سے اتارا ، اپنی پیٹھ پر لادا ۔ ابوذرؓ بڑے طاقتور تھے ۔ اچھا تو لدے پھندے اسلامی لشکر کے پیچھے پیچھے پیدل ہی چل دیے۔ مسلمان یہ سمجھے کہ ابوذرؓ لوٹ گئے ۔ پیارے رسولؐ سے کہا " حضورؐ! ابوذر لوٹ گئے ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ " غم نہ کرو، اس کی نیت اچھی ہے خدا جلد تم سے ملا دیگا۔"

اب سنئے! پیارے رسولؐ کچھ دور چل کر ٹھہر گئے ، پڑاؤ ڈال دیا۔ بہت دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ کوئی پیچھے سے آ رہا ہے،

پیارے رسول سے آکر کہا۔ "یا رسول اللہ ! وہ راستے پر کوئی آ رہا ہے" پیارے رسولؐ نے فرمایا۔ "اللہ ابوذر پر رحم کرے ، وہ اکیلے چلتے ہیں ، وہ جب مریں گے تو اکیلے ہوں گے اور قیامت کے دن بھی اکیلے اٹھیں گے ۔"

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات کبھی غلط نہ ہوئی، بھلا غلط کیسے ہوتی، اللہ کے رسول تھے۔ آپ غلط بات کیسے کہتے ۔ دیکھیے یہ بات کس طرح ٹھیک نکلی ؟

پیارے رسولؐ جب اللہ کو پیارے ہوئے تو حضرت ابوذرؓ مدینے سے نکل کر "زبدہ" نامی ایک سنسان جگہ رہنے لگے، وہاں بیمار ہوئے ، دوا علاج وہاں کون کرتا ۔ بیوی رونے لگیں۔ پوچھا ، کیوں روتی ہو ؟" ان بے چاری نے کہا ۔ "تم اس سنسان جگہ پر مرنے والے، یہاں میرے اور تمہارے ان چیتھڑوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تمہیں کفن کہاں سے ملے گا؟" بیوی کی یہ بات سنی تو حضرت ابوذرؓ بولے :۔

رونا بند کرو ۔ " میں تمہیں پیارے رسولؐ کی ایک بات

سناتا ہوں۔ میں نے اپنے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم میں سے ایک شخص سنسان جگہ میں مرے گا اور اس کی موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی۔ جن لوگوں کے درمیان میرے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی تھی۔ ان میں سے سب بستی میں مر چکے ہیں۔ اب اکیلا میں ہی رہ گیا ہوں۔ اس لیے سچ مچ وہ میں ہی ہوں۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ میں نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور نہ کہنے والے (محمدؐ) نے۔ تم راستے پر جا کر دیکھو، مدد کے لیے لوگ ضرور آ رہے ہوں گے۔ یہ سُن کر بیوی نے کہا:۔

"حاجی لوگ بھی تو جا چکے اور راستہ چلنے والے مسافر جا چکے۔ ابوذرؓ نے پھر کہا۔ "دیکھو تو!"

شوہر کے کہنے سے بیوی اٹھیں۔ دوڑ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئیں۔ ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر شوہر کے پاس آئیں، ان کی دیکھ بھال کی، پھر دوسرے ٹیلے پر پہنچیں اور پھر اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ وہ بار بار آکر شوہر کو دیکھتیں اور دوڑ دوڑ کر لوگوں کا راستہ تکتیں۔ ایک

بار جا کر دیکھا تو کچھ سوار آتے دکھائی دیے۔ اشارے سے ان کو بلایا، وہ لوگ جھپٹ کر آئے اور پوچھا۔ "یہ بیمار بزرگ کون ہیں ؟ بیوی نے کہا کہ یہ ابوذرؓ ہیں۔ پیارے رسول کے مشہور صحابی۔"

ابوذرؓ کا نام سنا تو وہ لوگ محبت اور ادب سے اُن کے پاس گئے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حضرت ابوذرؓ سے فرمایا تھا، وہ سب انہوں نے لوگوں کو سنایا اور پھر نصیحتیں کیں۔ اس کے بعد اسی جگہ انتقال فرمایا ان لوگوں نے حضرت ابوذرؓ غِفاری کا کفن دفن کیا۔ اللہ کی رحمت ہو پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھی حضرت ابوذر غِفاریؓ پر۔

حضرت خالد بن سعیدؓ

۲

پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھیوں میں دو۲ خالد بہت مشہور ہوئے ۔ ایک خالد بن ولیدؓ (ولید کے بیٹے خالدؓ) دوسرے خالد بن سعیدؓ (سعید کے بیٹے خالدؓ) سعید کے بیٹے خالدؓ کا حال نیچے لکھا جاتا ہے ۔

خالد بن سعید مکے کے ایک بڑے گھرانے میں پیدا ہوئے ، عرب میں پڑھنے لکھنے کا رواج بہت کم تھا۔ لیکن خالد بن سعیدؓ نے اپنی محنت اور شوق کے بل بوتے پر اچھا خاصا پڑھ لیا تھا ۔ بڑے ہوئے تو ایک دن خواب میں دیکھا کہ ایک غار ہے ۔ غار میں آگ بھری ہے آگ جل رہی ہے ، شعلے اُٹھ رہے ہیں ۔ اور یہ اسی کے کنارے کھڑے ہیں اور ان کے والد اُن کو اس آگ میں ڈھکیل رہے ہیں ۔ لیکن پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا گلا پکڑے روک رہے ہیں اور غار میں گرنے نہیں دیتے ۔

یہ خواب دیکھا تو گھبرا کر جاگ اُٹھے ۔ بولے ۔ " خدا کی قسم یہ خواب بالکل سچا ہے۔ خالد بن سعیدؓ سمجھ گئے کہ یہ آگ جہنم کی آگ ہے ۔ پیارے رسولؐ کا کہنا مان کر ہی ہم اس سے بچ سکتے ہیں ۔ حضرت ابو بکرؓ سے دوستی تھی ۔ فوراً ان کے پاس گئے ۔ خواب کا حال سُنایا وہ بھی سمجھ گئے ۔ کہا۔ "تمہارا خواب بالکل سچّا ہے وہ آگ سچ مچ جہنم کی آگ ہے، تمہارے باپ مسلمان نہ ہوں گے ۔ وہ تم کو بھی مسلمان بننے سے روکیں گے اور اپنے ساتھ جہنم کی طرف لے جانے کی کوشش کریں گے ۔ لیکن پیارے رسولؐ تم کو جہنم سے بچالیں گے ۔ خدا کی قسم تم ایک نہ ایک دن ضرور مسلمان ہو گے۔ اس لیے میری رائے ہے کہ تم ابھی مسلمان ہو جاؤ ۔"

حضرت ابو بکرؓ کے کہنے سے خالد بن سعیدؓ پیارے رسولؐ کے پاس پہنچے ۔ پوچھا۔ آپ کیا بات سب کو بتاتے ہیں؟ پیارے رسولؐ نے فرمایا ۔ " میں کہتا ہوں کہ صرف ایک خدا کو پوجو۔ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے، وہی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے ، وہی مالک ہے ، اسی کا حکم مانو ، اگر کوئی خدا کے حکم کے خلاف حکم

دے تو حکم نہ مانو۔ اور مجھ کو اللہ کا رسولؐ جانو، بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ یہ بُت بے جان ہیں بہرے ہیں، گونگے ہیں، یہ بُت خود نہیں سمجھتے کہ کون ان کی پوجا کر رہا ہے، جو میرا کہا مانے گا، وہ دوزخ کی آگ سے بچ جائے گا۔"

پیارے رسولؐ کی زبان سے سُنا تو خالد بن سعیدؓ نے فوراً مان لیا اور کلمہ پڑھ لیا لا اِلٰہ اِلاّاللّٰہُ مُحَمّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ (اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، محمد اللہ کے رسولؐ ہیں۔) مسلمان ہو گئے تو دوسروں کو بھی مسلمان بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ باپ کو خبر ہوئی تو وہ بہت خفا ہوا۔ ان کے بھائیوں کو بھیجا کہ پکڑ لائیں۔ وہ خالد بن سعیدؓ کو پکڑ لے گئے۔ باپ نے کہا۔ "اسلام چھوڑ دو، خالد نے کہا چاہے جان جائے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نہیں چھوڑ سکتا۔"

یہ جواب سُن کر باپ بہت جھلایا، ڈانٹا اور دھمکانا شروع کیا۔ خالدؓ ذرا بھی نہیں ڈرے، تو مارنا شروع کیا اور ایسا ایسا مارا کہ سر پر پڑتے پڑتے لکڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ جب مارتے مارتے تھک گئے تو باپ نے پھر کہا۔ "تم دیکھتے ہو، کہ محمد سب لوگوں

سے جھگڑ رہے ہیں ، بتوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں ، باپ دادا کی رسموں کو بُرا کہتے ہیں اور تم ہو کہ ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہو؟"
خالدؓ پر بُری طرح مار پڑی ، بے حد پیٹے گئے ۔ اس کے بعد باپ سے یہ سنا تو بھی خالدؓ نے وہی جواب دیا ۔ خدا قسم محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں ۔ میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہوں گا ۔ بیٹے کی زبان سے یہ سنا تو باپ نے قید کرکے بند کر دیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ "کوئی ان سے ذرا بھی نہ بولے ۔"
بے چارے خالدؓ یہ تکلیفیں برابر جھیلتے رہے ۔ ایک دن موقع مل گیا تو گھر سے بھاگ نکلے اور ادھر اُدھر کہیں چھپ گئے ۔ اس کے بعد جب پیارے رسولؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ حبش کے ملک میں چلے جاؤ تو خالد بن سعیدؓ بھی حبش چلے گئے ۔ آخر میں جب سارے مسلمانوں کو مدینے چلے جانے کا حکم ہوا تو یہ مدینے جا پہنچے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہیں رہنے لگے۔

حضرت خالد بن سعیدؓ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کرتے دیکھتے ویسا ہی خود بھی کرتے ۔ پیارے رسولؐ جو حکم

دیتے اسے فوراً بجا لاتے اور جس طرح پیارے رسول بتاتے اسی طرح کرتے ۔پیارے رسولؐ ان کی اس بات سے بہت خوش تھے ، یہ سمجھ دار بھی بہت تھے ۔ پیارے رسولؐ نے بڑے بڑے کام ان کے سپرد کیے اور سارے کام انہوں نے بڑی اچھی طرح کیے۔ بہت سی لڑائیوں میں کافروں سے لڑے اور ان کو ہرایا ۔ ان کو شوق تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں جان دیں ۔ اللہ نے یہ مراد ان کی پوری کر دی ۔ کس طرح ؟ یہ سننے کے لائق ہے:۔

ایک جگہ رومیوں سے لڑائیاں ہو رہی تھیں ۔ اسی زمانے میں خالد بن سعید نے ام حکیم نامی ایک مسلمان عورت سے شادی کی ۔یہ مسلمان عورت بہت بہادر تھی ۔ اب دیکھیے دوسرے دن رومیوں سے لڑائی ہوئی توبڑے گھمسان کا رن پڑا۔ خالدؓ کو اللہ کی راہ میں جان نچھاور کرنے کا شوق تو تھا ہی ۔ بیوی سے کہا۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں اس لڑائی میں شہید ہوں گا ۔"

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ہونے والی بات مومن کے دل میں پہلے سے ڈال دیتا ہے ۔

وہ گھر سے نکلے ، بڑی بہادری سے لڑے اور اللہ کے راستے میں شہید ہوئے۔ ان کی نئی بیوی ام حکیمؓ جو بیاہ کا جوڑا پہنے ہوئے تھیں۔ شہادت کی خبر پائی ۔ وہ تو بڑی بہادر تھیں ۔ جاہل عورتوں کی طرح روئی پیٹی نہیں ۔ ان کو اپنے خدا پر بھروسا تھا۔ فوراً تلوار سونت لی اور بڑی بہادری سے کافروں کا مقابلہ کیا، شوہر کے بدلے سات رومیوں کو قتل کیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

(۳)

حضرت سعدؓ رشتے میں پیارے رسولؐ کے ماموں تھے ۔ عمر میں بیس بائیس سال چھوٹے تھے ، مگر نہایت سمجھدار جوشیلے اور بہادر آدمی تھے ۔ ابھی انیس برس کے جوان ہی تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا دین پھیلاتے دیکھا ۔ اسلام کی تعلیم دیتے سنا، پیارے رسولؐ کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ بہت نیک ہیں۔ نہ کسی سے لڑتے ہیں، نہ کسی سے جھگڑتے ہیں، نہ کسی پر بگڑتے ہیں ، کسی کی کوئی چیز بے پوچھے کام میں نہیں لاتے ، کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرتے ہیں، کسی کو ستاتے نہیں اگر کوئی آپ سے شرارت یا غلطی کرتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں ۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، کوئی کتنا ہی لالچ دے یا ڈرائے یا دھمکائے مگر جھوٹ اور غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ ایسی ہی اچھی باتوں کی وجہ سے

آپ صادق اور امین کہے جاتے۔

پھر جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتانا شروع کیا کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کے آگے سر جھکایا جائے، چاہے وہ کوئی بڑے سے بڑا دیوتا ہو یا بادشاہ۔ اللہ نے سب کچھ بنایا ہے وہی سب کا مالک اور حاکم ہو سکتا ہے اور سچ مچ وہی مالک ہے، اسی کا حکم ماننا چاہیے۔ اس نے انسان کو دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر بنایا ہے۔ اور ساری چیزیں انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں۔ ان چیزوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق کام میں لانا چاہیے۔ آخرت میں اللہ تعالی ان کے متعلق پوچھے گا، جو اللہ کی مرضی کے مطابق ساری چیزوں کو کام میں لائے گا۔ اس سے اللہ خوش ہوگا اور جنت دے گا اور جو اللہ کی مرضی کے خلاف کرے گا وہ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ انسان کو کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا نہ ہونا چاہیے۔ نہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے کسی بات کے لیے گڑگڑانا چاہیے۔ اللہ ہی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے جو کچھ مانگنا ہو۔ اللہ ہی سے مانگنا چاہیے۔ تو پھر کیا ہوا۔

تو پھر یہ ہوا کہ حضرت سعدؓ سمجھ گئے کہ یہ ساری باتیں ٹھیک ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ مچ اللہ کی طرف سے یہ ساری باتیں کہتے ہیں ۔ بس پھر کیا تھا، سعد جھٹ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیارے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ۔ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے ۔ اسوقت تک پانچ چھ آدمی ہی مسلمان ہوئے تھے ۔ ان سب کے مسلمان ہونے کا حال مکے کے دوسرے لوگوں کو معلوم نہ تھا۔ مگر حضرت سعدؓ کی ماں کو کسی طرح معلوم ہو گیا کہ بیٹے نے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا ہے ۔ بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا سے انکار کر دیا ہے اور اب اسی راہ پر چلے گا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بتاتے ہیں تو وہ بیٹے پر بہت خفا ہوئیں ، بہت روئی پیٹیں ، چیخی چلّائیں ، غصے کے مارے بولنا اور کھانا پینا چھوڑ دیا۔

حضرت سعدؓ کو اپنی ماں سے بہت محبت تھی ۔ ان کا یہ حال دیکھا تو بہت پریشان ہوئے ، ماں کو منانے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے کہا۔ "اسلام چھوڑ دو ، اور اپنے باپ دادا کے دین پر چلو تو میں

مانوں گی۔ ورنہ نہیں۔" حضرت سعدؓ بڑی مشکل میں پڑ گئے۔ ایک طرف اللہ کی خوشی اور اللہ کے رسول کا حکم، اور دوسری طرف ماں کی خوشی اور مرضی۔ اس موقع پر سعدؓ نے یہ کیا کہ اسلام کو تو نہ چھوڑا، باقی ہر طرح ماں کی خدمت میں لگے رہے۔ ایک مومن بیٹے کو یہی کرنا چاہیے۔ اگر ماں باپ یا کوئی بزرگ اللہ اور رسول کے خلاف حکم دیں تو نہ ماننا چاہیے لیکن ہر طرح ان کی عزت اور خدمت کرتے رہنا چاہیے۔

اس طرح حضرت سعدؓ رہتے رہے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے اس پر عمل کرتے اور ماں کی خدمت بھی کرتے اور اسلام کی باتیں دوسروں کو بھی بتاتے۔ دھیرے دھیرے لوگ بھی اسلام قبول کرنے لگے۔ اب تو مکے کے ناسمجھ لوگوں کو بہت بُرا لگا۔ وہ مسلمانوں کو پریشان کرنے لگے، اگر کہیں مسلمانوں کو اللہ کی عبادت کرتے دیکھتے، تو شرارت کرتے، غل اور شور مچاتے، ان کا مذاق اُڑاتے۔ مسلمان ان کے ڈر سے چھپ چھپ کر اللہ کی عبادت کرتے،

ایک دن حضرت سعدؓ ایک گھاٹی میں اللہ کی عبادت کر رہے تھے۔ کچھ اور مسلمان بھی ساتھ تھے، اچانک مکے کے کچھ کافر ادھر آ نکلے، شرارت کرنے لگے، کسی نے ڈھیلا پھینکا، کسی نے شور و غل مچایا، کسی نے تالیاں پیٹیں، اور کسی نے ہنسی اُڑائی۔ یہ بے ہودہ حرکتیں حضرت سعدؓ کو بہت بُری لگیں۔ سعدؓ تو بڑے جوشیلے تھے اور نوجوان بھی، اس وقت انہیں سچ مچ جوش آ گیا۔ اونٹ کی ایک موٹی سی ہڈی پڑی تھی اسے اٹھا کر ایک شریر کے جو ماری تو اس کا سر کھل گیا۔ خون بہنے لگا۔

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام کی طرف سے حضرت سعدؓ ہی نے کافروں کو ان کی شرارت کا مزہ چکھایا۔ لیکن بھائی اس سے ہوا یہ کہ کافر اور زیادہ غصے ہو گئے، مسلمانوں کو جہاں اکیلا پا جاتے تو ناک میں دم کر دیتے، پکڑ کر مارتے، پیٹتے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتے، ان کا روزگار چوپٹ کر دیا، لین دین اور بات چیت بند کر دی۔ کمزور مسلمان تو بے چارے بہت ہی پٹتے، سعد جیسے بہادر آدمی بھی کافروں کے ظلم سے نہ بچے۔ ماں تو ان سے ناراض ہی

تھیں، پھر کون ساتھ دیتا۔ بے چارے یہ بھی ظلم سہتے رہے۔ جاتے کہاں ؟ مکے ہی میں رہتے رہے۔ مگر پیارے رسولؐ کا دین پھیلاتے رہے۔ کیسے بہادر تھے حضرت سعدؓ (اللہ ان سے راضی ہو گیا۔)

جب مکے میں کافروں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا اور اللہ کا نام لینا مشکل کر دیا تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیارے ساتھیوں کو حکم دیا کہ مدینے چلے جائیں۔ تمام مسلمان ایک ایک دو دو کر کے مکے سے ہٹے۔ کافروں سے کٹے۔ اور مدینے چل دیے۔ حضرت سعدؓ نے بھی گھر بار چھوڑا، وطن سے منہ موڑا، ستانے والوں سے ناتہ توڑا۔ اور خالی ہاتھ اللہ کا نام لے کر مدینے جا پہنچے۔ مدینے کے بہت سے لوگوں نے پہلے سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ لُٹے پٹے آنے والے بھائیوں کو انہوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا، ہر طرح ان کا ساتھ دیا۔ سگے بھائی کی طرح رکھا۔ انہوں نے پیارے رسولؐ کو بھی بُلا لیا۔ اب جو مکے والوں نے سنا کہ مسلمان مدینے میں آرام سے رہنے لگے، اور وہاں اسلام بہت زیادہ پھیل گیا ہے تو وہ

بہت جھنجلائے، لڑائی کی ٹھانی ، مسلمانوں نے بہت ٹالا پر کافروں نے ایک نہ مانی ، تو پھر پیارے رسولؐ نے یہ کیا کہ دس ، دس، بیس ، بیس، پچاس ، پچاس مسلمانوں کی ٹولیاں بنائیں ۔ انہیں بہت سی باتیں سمجھائیں ۔ اور مکے کے لوگوں کی ٹوہ لگانے ، ادھر اُدھر بھیجا، ساٹھ ستر آدمیوں کی ایک ٹولی کے ساتھ حضرت سعدؓ بھی گئے۔ ایک جگہ مکے والوں کے ایک بڑے گروہ سے مڈبھیڑ ہو گئی، مسلمانوں کو تو ٹوہ لینا تھی۔ اس لیے لڑائی تو نہ ہوئی۔ لیکن حضرت سعدؓ تو بڑے جوشیلے تھے۔ اور نوجوان بھی۔ انہوں نے ایک تیر چلا ہی دیا ۔ اسی طرح سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ کافروں کا حال معلوم کرنے کے لیے کئی بار بھیجے گئے ۔ یہاں تک کہ مسلمانوں اور کافروں میں بدر کے مقام پر بڑی سخت جنگ ہوئی ۔

بدر کی لڑائی میں حضرت سعدؓ بڑی بہادری سے لڑے ۔ سعید بن العاص ایک زبردست کافر بڑی تیزی اور بہادری سے لڑ رہا تھا۔ حضرت سعدؓ نے اُسے تاکا اور لپک کر ایسا وار کیا کہ وہ ڈھیر ہو گیا ۔پیارے رسولؐ بہت خوش ہوئے اور سعید بن العاص کی تلوار جو

بہت عمدہ تھی انعام میں حضرت سعدؓ کو دی۔

بدر کے بعد اُحد کے مقام پر پھر کافروں سے لڑائی ہوئی۔ اُحد کی لڑائی میں کافروں نے دھوکے سے بھی کام لیا۔ پیچھے سے ہلہ بول دیا۔ کچھ مسلمانوں سے ایک غلطی بھی ہو گئی۔ اس لیے تھوڑی دیر دشمن کا بڑا زور رہا۔ جس مسلمان کو جہاں پایا گھیر لیا۔ اس اچانک حملے میں پیارے رسولؐ کے پاس صرف دو تین ساتھی رہ گئے۔ ان میں حضرت سعدؓ بھی تھے۔ سعد جوشیلے اور بہادر تو بچپن سے تھے۔ تیر کا نشانہ خوب لگاتے تھے۔ بڑے جوش سے لڑے۔ جان پر کھیل کر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔ جھنڈ کے جھنڈ کافر جب پیارے رسول پر حملہ کرتے، تو حضرت سعدؓ تیر پر تیر چلاتے، کوئی تیر خالی نہ جاتا۔ ایک نہ ایک کافر ضرور مارا جاتا۔ جب ان کے پاس تیر ختم ہو گئے تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے تیر دیتے اور فرماتے "شاباش سعد! تیر چلائے جاؤ۔"

حضرت سعدؓ تیر چلاتے رہے، کافروں کو بھگاتے رہے، مگر بھائی وہ تو بہت تھے، یہاں تیر بھی ختم ہو گئے۔ اب کیا ہو۔۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ تیر چلاتے رہو۔ سعدؓ نے ادھر اُدھر دیکھا۔ ایک بغیر پھل کا تیر پڑا تھا۔ اسی کو اٹھا لیا، کمان میں جوڑا، کافروں کی طرف موڑا۔ ایک کافر بڑی تیزی سے لڑتا آرہا تھا، اس پر زنّاٹے سے تیر چھوڑا، اس صفائی سے مارا کہ اس کے ماتھے پر پڑا، وہ اُلٹ گیا۔ ایسی چوٹ لگی کہ بوکھلا گیا۔ بھاگا تو اس کا تہمد کھل گیا۔ ارے بھائی وہ تو ایسا ڈرا کہ تہمد بھی نہ سنبھال سکا۔ ننگا ہی بھاگا۔ اس کی بھگدڑ اور سعدؓ کی یہ نشانہ بازی دیکھی تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

اسی طرح ایک اور زبردست کافر کے ایسا ہی تیر مارا کہ اس کے حلق پر پڑا کتے کی طرح زبان باہر نکل آئی اور وہیں تڑپنے لگا اور مر گیا۔ حضرت سعدؓ اسی طرح بڑی بہادری کے ساتھ آخر تک لڑے۔

اسی طرح تمام لڑائیوں میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ہر لڑائی میں ایسی بہادری سے لڑے کہ پیارے رسول خوش ہو گئے۔ جس سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم خَوش ہو جائیں ۔ اس سے اللہ بھی خوش ہو جاتا ہے ۔ پھر جس سے اللہ خوش ہو جائے اس کا کہنا ہی کیا ! اللہ اور رسولؐ کی خوشی ہی تو مسلمان کے لیے سب کچھ ہے ۔

اچھا تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ سے بہت خوش تھے ۔ ایک بار حضرت سعد بیمار پڑے ۔ بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی ۔ تو پیارے رسولؐ نے ان کے اچھے ہونے کی دعا کی ۔ پھر فرمایا:

" اے سعد ! تم اس وقت تک نہ مروگے جب تک ایک قوم (کافروں) کو نقصان ، اور ایک قوم (مسلمانوں) کو نفع نہ پہنچ لے ۔ "

بھلا پیارے رسولؐ کی بات غلط ہوسکتی ہے ؟ اب سنیے یہ بات کس طرح ٹھیک نکلی ؟

پیارے رسولؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں بڑی زبردست لڑائیاں ہوئیں ۔ جن میں ایران کی لڑائیاں بہت

مشہور ہیں ۔ اس وقت ایران کی حکومت بہت زبردست تھی ۔
ایرانیوں کو اپنی حکومت اور طاقت پر بڑا غرور تھا ۔ وہ گھمنڈ کے
مارے کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہ تھے ۔ بڑھ کر عربوں پر چڑھ دوڑتے
اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچاتے ، حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ
ہوئے تو انہوں نے انہیں سزا دینے کی ٹھان لی ۔ بہت بڑی حکومت
سے مقابلہ تھا ۔ اس لیے بہت بڑا لشکر اکٹھا کیا ۔ مگر سوچ میں تھے
کہ اتنی بڑی حکومت سے ٹکر لینا ہے ۔ اتنی بڑی فوج کو سنبھالنا ہے۔
اب اس کا افسر کسے بنائیں ؟ کوئی آدمی سمجھ میں نہ آیا تو اپنے
ساتھیوں سے مشورہ کیا ۔ مشورے سے کام کرنا تو بہت اچھا ہوتا
ہے۔ اللہ میاں نے قرآن حکیم میں حکم دیا ہے کہ آپس میں مشورہ
کر لیا کرو۔ پیارے رسولؐ بھی مشورہ کرتے تھے ، تو پھر حضرت عمر
فاروقؓ مشورہ کیوں نہ کرتے ؟ انہوں نے ایک جگہ سب کو جمع کیا ،
سارا حال کہا ، سب دیر تک سوچتے رہے اللہ میاں بھی اپنے بندوں
کی مدد خوب کرتے ہیں ۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے دل میں ڈال دیا وہ
بولے ۔ "میں نے پا لیا ۔ " حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ "کون ؟ " وہ

بولے " سعد بن ابی وقاصؓ "۔

تمام مسلمان سعد بن ابی وقاصؓ کا نام سُن کر خوش ہو گئے۔ چاروں طرف سے ٹھیک ٹھیک " کی آوازیں آنے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو سپہ سالار (تمام فوج کا افسر) بنایا بہت سی نصیحتیں کیں ۔ اور اللہ کا نام لے کر ایران کی طرف روانہ کر دیا ۔ یہ خبر ایرانیوں کو ہوئی ۔ انہوں نے مسلمانوں کے لشکر سے بھی بڑا لشکر تیار کیا ۔ بہت زیادہ سامان اکٹھا کیا ۔ بڑے بڑے بہادروں کو لڑائی میں شامل کیا ۔ اب ادھر سے وہ چڑھے ، ادھر سے یہ بڑھے ۔ قدم قدم پر گھمسان کا رن پڑا ۔ دونوں طرف کا ہر سپاہی خوب لڑا ۔ حضرت سعدؓ کے پاس لشکر ایرانیوں سے بہت کم تھا ۔ مگر مسلمانوں کو اس کا کیا غم تھا ۔

حضرت سعدؓ پیارے رسولؐ کی زندگی میں بڑی بڑی لڑائیاں لڑ چکے تھے ۔ وہ تو دل میں ٹھان چکے تھے ۔ کہ جان جائے یا رہے ، اللہ کی خوشی حاصل کرنا اور اسلام کے نام کو اونچا کرنا ہے پھر بھلا ایسے مسلمان کے سامنے کم زیادہ کا کیا سوال ؟ " اللہ کی مہربانی

چاہیئے۔ حضرت سعدؓ کو پورا بھروسا تھا۔ اللہ نے بھی اپنے بندوں کی مدد کی حضرت سعدؓ نے بڑے قاعدے سے فوج کو لڑایا۔ شہر پر شہر اور قلعے پر قلعے فتح کرتے چلے گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کی فتح کا حال سنا تو اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور ایران کے بادشاہ نے اپنی فوج کی ہار کی خبر پائی تو وہ بہت گھبرایا۔ اب اس نے ملک بھر کی فوجوں کو ایک جگہ جمع کیا، اور مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اس فوج میں ہزاروں ہاتھی بھیجے جن پر لوہے کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور ان کی سونڈ میں لوہے کی موٹی موٹی لاٹیں تھیں۔ ایران کا سب سے مشہور بہادر رستم اس فوج کا سپہ سالار تھا۔ اس نے ہاتھیوں کی قطار آگے جمائی۔ یہ کالے کالے پہاڑ کے پہاڑ ہاتھی، پھر لوہے سے ڈھکے ہوئے اور لوہے کی موٹی موٹی لاٹ سونڈ میں تھامے، جھومتے ہوئے آگے بڑھے تو عربوں کے گھوڑے بدک گئے۔ کسی طرح قابو میں ہی نہ آتے تھے۔ مسلمان لاکھ سنبھالتے مگر کھلبلی مچ گئی۔ حضرت سعد سوچ میں پڑ گئے۔ ایک مشکل یہ بھی تھی کہ حضرت سعدؓ کے

پیر میں بے حد درد تھا۔ وہ درد کے مارے اُٹھ بیٹھ نہ سکتے تھے۔ مگر وہ گھبرائے نہیں جگہ جگہ اپنے افسروں کو مقرر کیا تھا۔ ایک مناسب جگہ اونچے مقام پر خود بیٹھ گئے۔ اور وہیں سے فوج کو لڑانے لگے۔ ہاتھیوں کی کالی آندھی اور اپنے گھوڑوں کا بدکنا اور اپنی فوج کی کھلبلی دیکھی تو کچھ بہادروں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے کود پڑو۔ اور ہاتھیوں کی آنکھ کا نشانہ بنا لو۔ اس وقت مسلمان بھی اپنے افسر کا حکم دل سے مانتے تھے۔ حکم ملتے ہی وہ گھوڑوں سے کود پڑے، جان پر کھیل گئے۔ ہاتھیوں کی آنکھ کو تاک تاک کر تیر مارے۔ بڑھ بڑھ کر برچھوں اور نیزوں کے وار کیے۔ جب مسلمان اس طرح اللہ کے لیے جان پر کھیل جاتا ہے تو اللہ ضرور اپنے بندے کی مدد کرتا ہے۔ اب ہوا یہ کہ بہادر مسلمانوں نے بہت سے ہاتھیوں کو اندھا کر دیا۔ ہاتھیوں کی آنکھیں پھوٹیں تو وہ زور سے چنگھاڑے اور زخم کھا کر جو پیچھے مڑے تو پھر وہ بھلا کس سے رُکتے۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھیوں نے آگے کے بڑے ہاتھیوں کو واپس ہوتے دیکھا تو وہ بھی پلٹ پڑے۔ اور بھاگنے والوں کے پیچھے ہو لیے۔ اب تو مسلمان کود

کر پھر گھوڑوں پر سوار ہو لیے اور مل کر حملہ کیا تو ایرانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے ۔ وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ رستم دیر تک ڈٹا رہا۔ لیکن کب تک ؟ فوج کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ ہلالؓ نامی ایک مسلمان نے اسے دیکھ لیا وہ پیچھے دوڑا ۔ رستم گھوڑے سمیت دریا میں کود پڑا۔ ہلالؓ نے وہاں بھی نہ چھوڑا، لپک کر قتل کر دیا۔

اس لڑائی کے بعد ایرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ حضرت سعدؓ نے تھوڑے ہی دنوں میں سارا ایران فتح کر لیا۔ ایران کا بادشاہ چین کو بھاگ گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کی اس کامیابی سے بہت خوش ہوئے ۔ حضرت سعدؓ ہی کو اس علاقے کا گورنر جنرل بنا دیا۔

حضرت سعدؓ نے ملک کا انتظام بھی بڑی ہوشیاری سے کیا۔ جگہ جگہ شہر بسائے ، چھاؤنیاں قائم کیں ۔ اور اسلام کے قاعدے سے ملک کا انتظام کیا تو اب ایرانیوں کو معلوم ہوا کہ اسلام تو اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ غیر مسلموں کو اتنا آرام ملا کہ اس سے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ اب وہ سمجھ گئے کہ اسلام کی باتوں کو بُرا سمجھنا

بے وقوفی ہے پھر ان پر اسلام کا ایسا اثر ہوا کہ سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت سعدؓ اتنے بہادر ، جوشیلے اور قابل آدمی تھے ۔ مگر ان میں گھمنڈ ذرا نہ تھا ۔ پیارے رسولؐ کی ایک ایک بات کی نقل کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے ۔ اللہ کی خوشی کے لیے بہت مصیبتیں بھی جھیلیں ۔ دُکھ بھی سہے۔ شروع شروع میں جب مسلمان ہوئے تو بھوک کی تکلیفیں بھی اُٹھائیں ۔ یہ حالت بھی ہو گئی تھی کہ پیڑ کے پتے کھا کھا کر پیارے رسولؐ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے ، اور بڑی بہادری سے لڑتے تھے ۔ان کے مسلمان ہونے سے ماں خفا ہو گئیں ۔ مگر وہی کیا جس میں اللہ و رسول کی مرضی پائی ۔ پھر جب اللہ کے فضل سے ایران کے گورنر ہوئے تو بھی اللہ و رسولؐ کی مرضی کے مطابق سارے کام کیے۔ آرام پا کر انسان دین کی باتوں سے سستی برتنے لگتا ہے ۔ مگر حضرت سعدؓ ایسے نہ تھے ۔ وہ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے تھے ۔ سادہ کھاتے اور پہنتے رہے۔ آخرت کی پکڑ سے ڈرتے رہتے تھے ۔ رات کے پچھلے پہر ہمیشہ عبادت کرتے دل بہت نرم تھا ۔ زبان سے بُری بات نہیں نکالتے

تھے ۔ اسی لیے ان کی دعاؤں میں بڑا اثر تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ ان کی دعا جلد قبول ہوتی ہے ۔ اسی لیے ایک بار ایک صاحب سے ایک بات کے لیے بات بڑھ گئی تو حضرت سعدؓ نے پریشان ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے ۔ ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ وہ صاحب دوڑ کر پاس آئے اور بولے ۔ " ہاں ، ہاں سعد ! بددعا نہ کرنا ۔ " حضرت سعدؓ رُک گئے ۔

کیسے اچھے تھے حضرت سعدؓ ! اے اللہ ! ہم سب کو بھی پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھیوں جیسے کام کرنے کی ہمت دے ۔

حضرت طلحہؓ

④

حضرت طلحہؓ کے والد کا نام عبید اللہ تھا۔ گھر کے لوگ تجارت کرتے تھے۔ یہی پیشہ حضرت طلحہؓ کا بھی تھا۔ مکے سے دوسرے ملکوں میں مال لے جاتے، اور باہر کا مال مکے میں لاتے، اس طرح لاکھوں کی تجارت کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاندانی رشتہ بھی تھا۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ اسلام میں خاندان اور مال کی وجہ سے کوئی بزرگ اور شریف نہیں ہوتا۔ اللہ اور رسولؐ کے نزدیک سب سے شریف آدمی وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ میاں کی نافرمانی سے ڈرنے والا ہو۔ اللہ اور رسولؐ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے وہی کام کرتا ہو، اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے بچتا ہو۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ میں سے بڑی بات یہی تھی وہ مسلمان ہونے کے بعد دین کو پھیلانے میں نہ

اپنی جان کی پروا کرتے ، اور نہ مال کی ۔ ان کے مسلمان ہونے میں بھی اللہ میاں نے عجیب طریقے سے مدد فرمائی ۔

سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر تھی کہ اپنا تجارتی مال لے کر بصرہ گئے ۔ وہاں ایک عیسائی عالم (پادری) سے ملاقات ہوئی ۔ وہ خدا کی بھیجی ہوئی کتابیں (توریت ، زبور اور انجیل) اچھی طرح پڑھ چکا تھا۔ اور انہیں سمجھتا بھی خوب تھا ۔ اس نے بتایا کہ خدائی کتابیں پڑھنے کے بعد میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تمہارے شہر میں اللہ کے رسولؐ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو دین پھیلا رہے ہیں وہ حق ہے ۔"

مکہ سے دور بصرے کے مقام پر ایک پادری سے یہ بات سنی تو زیادہ توجہ نہ دی ۔ اپنا مال بیچنے کی فکر میں لگے رہے ۔ مکہ واپس آئے تو اپنے دوست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملے، سفر کا حال کہا ۔ پادری کی بات کا بھی ذکر کیا ۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو مسلمان ہو ہی چکے تھے ۔ اور دین کی باتیں دوسروں تک پہنچانے میں رات دن لگے رہتے تھے ۔ اپنے دوست طلحہ کی زبان

سے یہ سنا تو سمجھایا کہ "جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان بنایا۔ ہم کو اور تم کو پیدا کیا۔ اور انسان بنایا پھر ہماری زندگی کے لیے طرح طرح کا سامان پیدا کیا۔ ہوا، پانی، اناج، ترکاری، چڑیاں، جانور اور نہ جانے کیا کیا۔ بغیر مانگے دیا تو پھر تم کو یہی چاہیے کہ اس مالک کا حق پہچانیں، اسی کو اپنا رب جانیں، عمر بھر اسی کا احسان مانیں، اس کے سوا کسی اور کے کہنے پر نہ چلیں، اچھی باتوں کو پھیلائیں، برائیوں کو مٹائیں، سب کو اسی اللہ کے کہنے پر چلائیں۔

اے طلحہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی سب اچھی باتیں بتاتے ہیں اور کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ مچ اللہ کے رسول ہیں۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح سمجھایا تو طلحہ کی سمجھ میں آگیا۔ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور اقرار کر لیا۔ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔"

حضرت طلحہؓ کے مسلمان ہونے کی خبر اُن کے بڑے بھائی نے سنی ۔ اور یہ بھی سنا کہ ابو بکرؓ کے سمجھانے سے طلحہؓ نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے ۔ بس پھر کیا تھا ، غصے کے مارے کانپنے لگا ۔ طلحہ اور ابو بکرؓ دونوں کو پکڑا ، ایک مضبوط رسی میں جکڑا ۔ اور لگا پیٹنے، وہ چاہتا یہ تھا کہ ڈر کر طلحہؓ اسلام کو چھوڑ دیں مگر انھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب سچ ہے ۔ ان کو چھوڑ کر میں کافر نہ ہوں گا ۔ اور اپنی آخرت خراب نہ کروں گا ' چاہے مجھے کوئی مار ہی کیوں نہ ڈالے ۔

حضرت طلحہ تکلیفیں سہتے رہے مگر دین پر جمے رہے ۔ پھر جب پیارے رسولؐ مکے سے ہجرت فرما گئے تو حضرت طلحہ بھی مکے سے مدینے چلے گئے ۔ لیکن مکے کے کافروں کو چین کہاں ؟ انہوں نے سنا کہ مسلمان مدینے پہنچ کر بڑھتے اور طاقت پکڑتے جا رہے ہیں تو انہوں نے لڑائی کی ٹھانی ۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں نے بھی اللہ کا نام لے کر مقابلہ کیا ۔ ہر لڑائی میں مکے والوں کو ہرا دیا ۔ اُحد کے مقام پر جو لڑائی ہوئی ۔ اس میں

حضرت طلحہؓ ایسا جم کر لڑے کہ اپنے پرائے سب دنگ رہ گئے۔

بات یہ ہوئی کہ اس لڑائی میں مسلمان بہت کم تھے، بہت ہی کم، اور دشمن زیادہ بہت ہی زیادہ اس پر بھی دشمنوں نے دھوکے سے کام لیا۔ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ کئی سو کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ مسلمان اس طرف سے بے کھٹکے تھے۔ اچانک پیچھے سے تلواریں برسنے لگیں تو گھبرا گئے۔ آگے پیچھے دونوں طرف سے گھرے تھے اور جو جہاں پھنس گیا وہیں لڑنے لگے گا۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کئی سو کافروں نے گھیر لیا اور چاہا کہ (توبہ، توبہ) قتل کر دیں۔ چاروں طرف سے تیر، تلوار اور نیزوں کے وار کرنے لگے۔ اس وقت بالکل اس طرح جیسے جلتے ہوئے چراغ کے آس پاس پتنگے چکر لگاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اکیلے حضرت طلحہؓ پیارے رسول کے گرد پھر رہے تھے۔ آگے سے پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، ہر طرف سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔ تیروں کی بوچھار کو ہتھیلی پر روکتے۔ کافر حضورؐ کو تلواریں مارتے تو طلحہؓ بیچ میں آکر

بچاتے ، نیزوں کو سینوں پر روکتے ، اور جب کافروں کی بھیڑ زیادہ ہو جاتی ، تو جیسے شیر جھپٹتا ہے اسی طرح جھپٹ کر حملہ کرتے ۔ اور کافروں کو دور تک بھگا دیتے ۔

ایک بار ایسا ہوا کہ ایک کافر نے پیارے رسول پر تلوار ماری یہ تلوار پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھی طلحہؓ نے اپنی انگلیوں پر روکی۔ انگلیاں کٹ گئیں ۔ تو زبان سے نکلا ۔ "خوب، خوب۔" (یعنی بڑا اچھا ہوا کہ پیارے رسولؐ کی حفاظت میں اُنگلیاں کام آئیں) حضرت طلحہؓ کی زبان سے خوب خوب ..... خوب خوب سنا تو حضورؐ نے فرمایا ۔ "اگر تم اس وقت بسم اللہ کہتے تو فرشتے تم کو اُٹھا لے جاتے ۔"

سینکڑوں کافروں کے اس ہلے میں اکیلے طلحہؓ پیارے رسولؐ کی حفاظت دیر تک کرتے رہے اور پینترے بدل بدل کر اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے رہے ۔ زخمی ہوئے ،تیر لگے ، تلواریں کھائیں ، نیزے سہے مگر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سے منہ نہ موڑا اور نہ کسی کافر کو پاس آنے دیا۔ پھر جب دوسرے

مسلمان مدد کو آ گئے تو کافر بھاگے ، لڑائی ختم ہونے کے بعد لوگوں نے طلحہؓ کے جسم پر زخم گنے تو ستر سے زیادہ تھے ۔

آخر میں ایک بے دین کے تیر سے آپ کی شہادت تھی ۔

یہ تو تھا دین کے لیے جان لڑانے کا حال ۔ دین کے لیے مال نچھاور کرنے کی حالت یہ تھی کہ جب ضرورت ہوئی تو حضرت طلحہؓ نے خوشی خوشی ہزاروں لاکھوں لاکر پیارے رسولؐ کے قدموں میں ڈال دیے ۔ صدقہ خیرات وغیرہ الگ سے دیتے ۔ غریب ، غرباء اور مسافروں کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہتے ۔ کوئی مانگتا تو بھی دیتے اور بے مانگے بھی دیتے ، لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادیاں کرا دیتے تھے ۔ اور جو لوگ قرضدار ہوتے ، ان کا قرض اپنے پاس سے ادا کر دیتے تھے ۔ کبھی کبھی پوری لڑائی کا خرچ اپنے پاس سے دیا اور تمام مسلمانوں کی دعوت بھی کی ۔ ایک بار سات لاکھ کی رقم خدا کی راہ میں دے دی ۔ ایک دن تین آدمی مسلمان ہوئے ۔ وہ اپنے گھروں سے نکال دیے گئے ۔ پیارے رسولؐ نے مسلمانوں سے فرمایا ۔ "کون ان تینوں کو خرچ دے سکتا ہے ؟"

حضرت طلحہؓ نے جھٹ کہا۔ "یا رسول اللہ! میں۔" اس کے بعد تینوں کو گھر لے گئے اور عمر بھر انہیں آرام سے رکھا۔

ایک بار بڑے مزے کی بات ہوئی۔ گھر میں حضرت طلحہؓ اداس بیٹھے تھے۔ بیوی نے دیکھا، بولیں۔ "آپ اس قدر اداس کیوں بیٹھے ہیں؟ کیا مجھ سے کوئی خطا ہو گئی ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ "نہیں" تم بہت اچھی بیوی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس چار لاکھ کی رقم جمع ہو گئی ہے۔ سوچتا ہوں۔ کیا کروں؟ بیوی بھی تو طلحہؓ کی بیوی تھیں۔ کہنے لگیں۔ "بانٹ دیجیے۔" یہ سننا تھا کہ خوش ہو گئے اور ساری رقم غریبوں میں تقسیم کر دی۔

سب جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کو مانے۔ حضرت طلحہؓ زندگی بھر وہی کرتے رہے جو پیارے رسولؐ کو کرتے دیکھا اور جس بات سے اللہ و رسولؐ نے منع کیا ہے اسے کبھی کیا ہی نہیں۔ اللہ و رسولؐ کی بات ہمیشہ یاد رکھتے، بھول جاتے تو رنج ہوتا۔ اس بارے میں بھی ایک بار بڑے مزے کی بات

ہوئی۔

ایک دن اُداس بیٹھے تھے ۔ حضرت عمرؓ آ نکلے ۔ رنج میں دیکھا تو پوچھا۔ "کیوں اُداس ہو ؟ کسی سے جھگڑا تو نہیں ہوا" ؟ جواب دیا" نہیں" جھگڑا تو کسی سے نہیں ہوا ہے، میں نے پیارے رسولؐ کو فرماتے سنا تھا کہ اگر کوئی بندہ مرتے وقت ایک بات زبان سے کہہ دے تو مرتے وقت اسے تکلیف نہ ہو گی اور اس کا چہرہ چمکنے لگے گا۔ مجھے وہ بات یاد تھی ۔ اس وقت بھول گیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ۔ اس بات سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے جس کا پیارے رسولؐ نے حکم دیا ہے کہ لا الہ الااللہ۔حضرت طلحہؓ نے حضرت عمرؓ کی زبان سے سنا تو خوشی سے اُچھل پڑے اور فرمایا۔ " ہاں خدا کی قسم یہی وہ بات تھی ۔" جس بندے سے اللہ راضی ہو گیا ہو جس سے اللہ کا رسولؐ خوش رہا ہو اس کی خوبیاں کون بیان کر سکتا ہے ۔ حضرت طلحہؓ بہادر تھے ۔ مال دار تھے ۔ مگر انہوں نے ہمیشہ سادہ زندگی بسر کی۔ دین دار تھے ۔ ایک اچھے مسلمان میں جو باتیں ہونی چاہئیں وہ سب ان میں تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ پیارے

رسولؐ نے انہیں زندگی میں ہی جنتی ہونے کی خبر دے دی تھی۔ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی دولت اور کیا ہو سکتی ہے ؟ اللہ تعالی سب کو ایسے ہی کام کرنے کی ہمت دے جن سے آخرت کی زندگی کامیاب ہو۔ (آمین)

حضرت زبیرؓ

۵

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی (حضرت صفیہؓ) کے بیٹے تھے۔ اس رشتے سے حضرت زبیرؓ پیارے رسولؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اس رشتے کو چھوڑ کر پیارے رسولؐ سے اور بھی کئی رشتے تھے۔ وہ حضورؐ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ کے سگے بھتیجے تھے۔ حضورؐ کی دوسری بیوی حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی ان سے ہوئی تھی، ان سب رشتوں کے ساتھ ساتھ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زبیرؓ ایک ہی خاندان سے تھے۔ لیکن اسلام میں خاندان اور رشتوں سے کسی کا رتبہ بڑا نہیں ہوتا۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ ابو لہب حضورؐ کا سگا چچا تھا، مگر وہ حضورؐ کا دشمن اور کافر ہونے کی وجہ سے ذلیل اور جہنمی ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ کا مرتبہ اسلام میں اس لیے بڑا ہوا کہ وہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیارے ساتھی تھے۔

ان کے بچپن کا حال بڑا دل چسپ ہے ۔ والد مر چکے تھے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہؓ نے ان کو پالا۔ وہ ان کے بچپن ہی میں بڑے مشکل کام ان سے لیتی تھیں ۔ ایک بچے کو کٹھن کام کرتے دیکھ کر لوگ حضرت صفیہؓ سے شکایت کرتے کہ " ارے کیا بچے کو مار ڈالو گی؟ " حضرت صفیہؓ کہتیں " میں اسے عقلمند، بہادر اور نڈر بنا رہی ہوں ۔ "

ہوا بھی ایسا ہی ۔ حضرت زبیر بچپن ہی میں بڑے نڈر اور بہادر ہو گئے ۔ ایک بار مکے کے ایک بڑے پہلوان سے کشتی ہو گئی۔ حضرت زبیرؓ نے ایسا ہاتھ مارا کہ وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور اس کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا۔ لوگ اسے لاد کر حضرت صفیہؓ کے پاس لے گئے اور شکایت کی تو انہوں نے جواب دیا ، سچ کہو ، تم نے میرے بیٹے کو کیسا پایا ؟ بہادر یا بزدل ؟

سولہ برس کی عمر میں مسلمان ہو گئے تھے ۔ ان ہی دنوں ایک دن سنا کہ کافروں نے پیارے رسولؐ کو قید کر لیا ہے ۔ حضرت

زبیرؓ کو بڑا رنج ہوا ، غصے سے تلوار کھینچ لی ۔ حضورؐ کی تلاش میں چلے ۔ گھر پر جا کر ملے ۔ حضورؐ نے ننگی تلوار لیے دیکھا تو فرمایا :

"زبیر ! یہ غصہ کیسا" ؟ بولے ۔ "میں نے سنا تھا کہ آپ کو کافروں نے قید کر لیا ہے ، میں آپ کو چھڑانے نکلا تھا۔" اس چھوٹی سی عمر میں یہ بہادری اور محبت دیکھ کر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے ۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ پیارے رسولؐ کی طرفداری میں سب سے پہلے اسی بچے نے تلوار نکالی تھی ۔

حضرت زبیرؓ کے مسلمان ہونے کی خبر ان کے چچا نے بھی سنی ۔ چچا نے کہا ۔ "اسلام چھوڑ دو ، نہیں تو تم کو پیٹوں گا اور تمہارا کھانا بند کردوں گا ۔ حضرت زبیرؓ نے چچا کی بات نہ مانی ۔ مانتے کیسے؟ کیا اسلام چھوڑ دیتے ؟ اب چچا بہت غصے ہوئے ، مارا پیٹا ، باندھ کر کھجور کی چٹائی میں لپیٹا ۔ پھر آگ جلا کر اتنا دھواں پہنچایا کہ زبیرؓ کا دم گھٹنے لگا ۔ مگر وہ یہی کہتے رہے کہ "چچا جان ! کچھ کرو، اب میں کافر نہیں ہو سکتا ۔"

بڑے ہوئے تو بدر کے مقام پر مسلمانوں اور کافروں میں

سب سے پہلی جنگ ہوئی۔ حضرت زبیر تو بچپن سے بہادر اور پکے مسلمان تھے ہی بڑی بہادری سے لڑے۔ جس طرف بڑھتے، کافر ڈر کر بھاگتے۔ اسی جنگ میں ایک کافر پہلوان نے ایک ٹیلے پر پہنچ کر پکارا۔ "کون مسلمان میرا مقابلہ کرتا ہے"؟ حضرت زبیرؓ یہ سنتے ہی جا کر اس سے لپٹ گئے۔ اب دونوں لڑھکتے ہوئے نیچے چلے۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے فرمایا کہ ان دونوں میں جو زمین پر پہلے گرے گا وہ قتل ہوگا، بھلا اللہ کے رسولؐ کی بات غلط کیسے ہوتی۔ کافر پہلوان زمین پر پہلے گرا اور حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد ایک اور پہلوان سامنے آیا۔ وہ سر سے پاؤں تک لوہے کی زرہ پہنے تھا۔ صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے تاک کر ایسا نیزہ مارا کہ پار ہو گیا۔ پھر جو کھینچا تو پھل ٹیڑھا ہو گیا۔

اسی طرح خیبر کی لڑائی میں ایک بڑے لمبے تڑنگے اور

موٹے تازے کافر سے سامنا ہوا۔ اس نے بڑھ کر ایسا حملہ کیا کہ حضرت زبیرؓ کی ماں صفیہؓ گھبرا گئیں۔ بولیں۔ "یا رسول اللہ! میرا بیٹا آج مارا جائے گا" حضورؐ نے فرمایا۔ "نہیں، زبیر اسے مارے گا۔" بھلا اللہ کے رسولؐ کی بات کیسے غلط ہوتی۔ حضرت زبیرؓ نے اس کافر کو بھی مار گرایا۔

اسی طرح ساری عمر پیارے رسولؐ اور اسلام کی محبت میں بڑی بڑی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ اپنی جان کی پروا نہیں کی۔ ملک شام میں یرموک کے مقام پر جو لڑائی کافروں سے ہوئی اس میں تو کمال ہی کر دیا۔ دشمن بہت تھے۔ مسلمان کم تھے۔ پھر بھی خوب لڑے۔ کچھ بہادروں نے حضرت زبیرؓ سے کہا۔ آپ جدھر حملہ کر کے گھسیں گے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔" آپ نے جواب دیا۔ "تم لوگ میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔" یہ کہہ کر کافروں کی بھیڑ میں گھسے اور لڑتے ہوئے ادھر سے اُدھر نکل گئے۔ پھر جو لوٹے تو کافروں نے بھیڑ کر کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور

گھیر لیا۔ ہزاروں نے ایک کو زخمی تو کر دیا مگر پکڑ نہ سکے ، اس اکیلے نے بہتوں کو مار گرایا اور وہ واپس آ گیا۔

اسی طرح ایک بار مصر کے قلعے میں اکیلے گھس گئے ۔ اور جا کر اندر سے دروازہ کھول دیا۔ سب لوگ ان کی یہ بہادری دیکھ کر دنگ رہ گئے ۔

حضرت زبیرؓ ہر وقت اسلام پر اپنی جان نچھاور کرنے کو تیار رہتے تھے ۔ اللہ کا دین پھیلانے پر تلے رہتے تھے ۔ نہ اپنی جان کی پروا کرتے ، نہ مال کی ۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی بھر وہی کام کیا جس کے کرنے کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے حکم دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی ہی میں ان کے جنتی ہونے کی خبر دے دی ۔ آخر میں ان کو شہادت کا درجہ ملا ۔ ایک شخص نے نماز پڑھتے میں آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ نے سنا تو فرمایا۔ زبیرؓ کا قتل کرنے والا جہنمی ہے ۔

☆☆☆☆☆

حضرت طُلیبؓ

(٦)

حضرت طُلیب رضی اللہ عنہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اردیؓ کے بیٹے تھے ، ان دونوں نے مرتے دم تک پیارے رسول کا ساتھ دیا اور اسلام کی بڑی خدمت کی۔

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّے میں دین پھیلانا شروع کیا تو حضرت طلیبؓ تھوڑے ہی دنوں بعد مسلمان ہو گئے ۔ مسلمان ہوتے ہی جھٹ ماں کے پاس گئے ۔ اور کہا ۔ " اماں جان ! میں مسلمان ہو گیا ہوں ۔ " وہ بھی بہت سمجھدار تھیں ۔ پیارے رسولؐ کی پھوپھی تو تھیں ہی ۔ پیارے رسولؐ سے بڑی محبت کرتی تھیں ۔ بیٹے کا مسلمان ہونا سُنا تو بہت خوش ہوئیں ۔ بولیں :۔

" بیٹا ! بڑا اچھا کیا ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے

ماموں کے بیٹے ہیں ۔ تمہارا ان سے دوہرا رشتہ ہو گیا: ایک خاندان کا رشتہ ، دوسرے دین کا ۔ اب تم کو چاہیے کہ ان کی مدد کرو بیٹا ! میں عورت ذات ہوں ۔ کمزور ، اگر مردوں جیسی طاقت ہوتی تو جو لوگ میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ستا رہے ہیں ان کو مزہ چکھا دیتی ۔ "

طلیبؓ : " اماں جان! تو پھر آپ بھی مسلمان ہو جائیے ۔ دیکھیے آپ کے بھائی حمزہؓ مسلمان ہو گئے ۔

ماں : میں اپنی بہنوں کے مسلمان ہونے کا رستہ کیوں دیکھ رہی ہوں ۔

طلیبؓ : آپ اپنی بہنوں کا رستہ کیوں دیکھ رہی ہیں ؟

ماں : میں سوچتی ہوں کہ دیکھوں وہ سب کیا کرتی ہیں۔؟ "

طلیبؓ : مان لیجیے ، اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ؟ "

ماں : " مسلمان کیسے نہ ہوں گی ؟ پیارے رسولؐ کی پھوپھی جو ہیں ۔ "

طلیبؓ : پھوپھی ہونے سے کیا ہوتا ہے ؟ آپ دیکھتی ہیں کہ ماموں جان (ابو لہب) پیارے رسول کے سگے چچا ہیں ، مگر کچھ نہیں سمجھتے ، الٹے پیارے رسولؐ اور ان کے پیارے ساتھیوں کو ستانے پر تلے ہوئے ہیں ۔ "

ماں : لیکن میں تو دل میں ٹھان چکی ہوں کہ مسلمان ہو جاؤں گی ۔ دیر بس اتنی ہے کہ دوسری بہنیں مسلمان ہوں تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں ۔ "

طلیبؓ : اماں جان موت کا کوئی ٹھیک نہیں ، کب آ جائے ، اس لیے آپ نیک کام میں دیر نہ کیجیے ۔ آپ میرے ساتھ پیارے رسولؐ کے پاس چلیے ، میری اماں جان ! خدا کے واسطے ابھی چلیے۔

ماں : اچھا یہ بات ہے تو لو میں یہیں اقرار کرتی ہوں " لاَ اِلٰہَ الاّ اللّٰہُ مُحَمّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ ۔ " (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسولؐ ہیں ۔ "

یہ دونوں مسلمان ہوئے تو کسی سے دب کر نہیں

رہے۔ پیارے رسولؐ کے ساتھ ساتھ دین کی باتیں پھیلانے لگے۔ ملنے والوں کو سمجھانے لگے ۔ دونوں ماں بیٹے ہر وقت پیارے رسولؐ اور مسلمانوں کی مدد کو تیار رہتے تھے ، جہاں سنتے کہ مسلمانوں کو ستایا جا رہا ہے ۔ بس جھٹ وہاں پہنچتے اور لڑ جھگڑ کر جس طرح بھی بن پڑتا کافروں کو روکتے اور بے چارے مسلمانوں کو بچاتے۔

ایک بار ایک بڑے خاندان کا آدمی عوف بن صبرہ سہمی پیارے رسولؐ کی شان میں بری باتیں کہہ رہا تھا۔ حضرت طلیبؓ نے سنا تو جوش آ گیا ۔ سہمی کو اونٹ کی ہڈی سے پیٹا۔ لوگوں نے حضرت ارویٰؓ سے شکایت کی تو انھوں نے خوشی منائی اورلوگوں کو ڈانٹ دیا۔

ایک بار مکے والوں نے ایک شخص کو پیارے رسولؐ کو (توبہ توبہ) مار ڈالنے کے لیے بھیجا۔ حضرت طلیبؓ نے کہیں سن لیا۔ بس اس کے پاس پہنچے اور اسی کی تلوار سے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت ارویٰؓ نے یہ سنا تو بیٹے کو بہت شاباشی دی۔

غریب مسلمانوں کو تو مکے کے کافر ستاتے تھے ، مگر حضرت طلیبؓ کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ حضرت طلیبؓ اور ان کی ماں ، دونوں پیارے رسولؐ کی بھی مدد کرتے ۔ مسلمانوں کی بھی مدد کرتے کافروں کو برابر کا جواب دیتے اور تو اور ایک بار طلیبؓ نے اپنے کافر ماموں ابولہب کو پیٹ دیا۔

ابولہب تھا تو پیارے رسولؐ کا چچا، مگر تھا بڑا خراب آدمی ، تمام ستانے والوں کا مُڈھ وہی تھا ۔ ایک بار اس نے بہت سے مسلمانوں کو قید کر دیا۔ طلیبؓ نے سنا تو جھٹ اس کے گھر پہنچے ۔ ابو لہب کو مارنا شروع کر دیا ۔ مسلمانوں کو چھڑا دیا ۔ مکے کے کافروں نے یہ دیکھا تو سب نے مل کر طلیب کو رسی سے باندھ دیا۔ ابو لہب نے بھانجے کو کھول دیا اور پھر بہن سے شکایت کی ۔ حضرت ارویؓ نے جواب دیا۔

بھائی جان ! میرے بیٹے طلیبؓ کی زندگی کا سب سے اچھا دن وہی ہے جس میں وہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرے ۔"

بہن کا یہ جواب سن کر ابو لہب اپنا سا منہ لے کر واپس چلا گیا۔

ماں بیٹے دونوں پیارے رسولؐ اور مسلمانوں کی مدد کرتے رہے ، جان سے بھی اور مال سے بھی ۔ جب پیارے رسولؐ نے مسلمانوں کو مدینے چلے جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں بھی مدینے چلے گئے ۔ حضرت طلیبؓ ۳۵ سال کی عمر میں ایک لڑائی میں شہید ہوئے۔